رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

ہفتہ وار الحکم قادیان

اخبار

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی
بیا در بزم مستان تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی
مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ
حکومت و والیان ریاست سے .... ۵۰؍
امراء و رؤساء سے ... ۱۵؍
معاونین سے .... ۱۰؍
عوام سے .... ۵؍
ممالک غیر سے ۱۲ شلنگ

مدینۃ المسیح قادیان دارالامان سے ہر ماہ عیسوی کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو خدا کے فضل سے شائع ہوتا ہے۔

قیمت فی پرچہ ۲؍

جلد ۴۱ | مورخہ ۲۸ اگست / ۷ ستمبر سنہ ۱۹۳۸ء مطابق ۲ / ۱۲ رجب المرجب سنہ ۱۳۵۷ھ | نمبر ۲۹-۳۰

فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اظہارِ غیب
(منقول از بدر)

۵ رمئی ۱۹۰۷ء - فرمایا:-

آج قرآن شریف کی آیت شریفہ فلا یظھر علٰی غیبہ احدا الّا من ارتضٰی من رسول سے ایک نکتہ خیال میں آیا۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرمایا ہے۔ کہ اس کے غیب کا اظہار سوائے برگزیدہ رسولوں کے اور کسی پر نہیں ہوتا۔ اس میں سوچنے کے لائق لفظ اظہار ہے۔ اظہار سے مراد یہ ہے۔ کہ کھلا کھلا غیب کثرت کے ساتھ کسی پر کھولا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف متشابہات کے طور پر تھوڑا سا غیب کسی دوسرے پر بھی گاہے گاہے کھولا جاتا ہے۔ مگر اس میں محکم بات نہیں ہوتی۔ اور اس کے واسطے شرط نہیں۔ کہ جس پر کھولا جائے۔ وہ مومن ہو یا کافر۔ ہر ایک مذہب کے آدمی کو یہ حالت گاہے حاصل ہو سکتی ہے۔ کہ کوئی تھوڑی سی بات مشتبہ یا غیر مشتبہ اسکو غیب سے مل جائے۔ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔ لیکن منع صرف اظہار علی الغیب کی ہے۔ اظہار کا لفظ اس کی کیفیت اور کمیت پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی وہ غیب کی خبر مصفیٰ ہو۔ شک اور شبہ سے پاک ہو۔ اور دوسرے کثرت سے ہو جس سے ظاہر ہو۔ کہ یہ خارق عادت اور معجزہ نما ہے۔ اس آیت سے خود ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسولوں کے سوائے دوسرے لوگوں کو بھی غیب کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے۔ مگر ان کے غیب میں اظہار کا رنگ نہیں ہوتا اظہار کا لفظ ایک خاص امتیاز کو ظاہر کرتا ہے۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرا اللہ الرحمٰن الرحیم
(از جناب قریشی محمد اسلم یوسف بی اے)

تو ہی سنتا ہے دعائیں میری
تجھ پہ قربان وفائیں میری

جو محبت ہے مری، تیری ہے
اور سب تیری قضائیں میری

تو ہی آغوش میں لیتا ہے مجھے
تو ہی لیتا ہے بلائیں میری

ہوں تو عاصی، مگر اے نکتہ نواز
تجھکو بھاتی ہیں ادائیں میری

تیری آواز میں شیرینی ہے
اور پھیکی ہیں صدائیں میری

عرش سے کھینچ کے لاتی ہیں کرم
آہیں جب ٹوٹ کے آئیں میری

بجلی، ہلکا سا تبسم تیرا
اور سیہ زلفیں گھٹائیں میری

التجائیں میری سُن لے پیارے
ورنہ بے کار ہیں رائیں میری

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی ایڈیٹر و پبلشر و پرنٹر چھپکر دفتر اخبار الحکم تراب منزل قادیان سے شائع ہوا۔

حسن و احسان میں یکتا محبوب کی سیرت کے چند ٹکڑے

(۱) اشعار کہنے میں حکمت

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم سے جبکہ اور بھی بہت سے دوست موجود تھے فرمایا۔ کہ اشعار میں اپنے مضامین کو بیان کرنے کی ہمیں ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ بعض طبائع اس قسم کی ہوتی ہیں۔ کہ ان کو نثر عبارت میں ہزار پیرایۂ لطیف میں کوئی صداقت بتائی جائے وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن اسی مفہوم کو اگر ایک برجستہ شعر میں منظوم کر کے سنایا جاوے۔ تو شعر کی لطافت ان پر بہت کچھ اثر کر جاتی ہے شعر کو سنکر پھڑک اٹھتے ہیں۔ اور حق کو شعر کے ذریعہ فوراً قبول کر لیتے ہیں۔

اس کی مثال طبیب کے اس معالجۂ جسمانی کی طرح ہے۔ کہ جب طبیب دیکھتا ہے۔ کہ مریض کو منہ کی راہ سے اب دوا مفید نہیں ہوگی۔ تو پھر بیمار کے لئے حقنہ تجویز کرتا ہے۔ اور اس ذریعہ سے بیمار کی قبض دور ہو جاتی ہے۔ اور وہ صحتیاب ہو جاتا ہے۔ سو یہی حال ہمارے شعر و سخن کا ہے۔

اور تجربہ سے دیکھا گیا ہے۔ کہ بعض طبائع کے لئے مضامین شعریہ بہ نسبت مضامین نثر کے زیادہ مؤثر ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لئے قرآن شریف مقفٰی اور مسجع عبادت میں نازل ہؤا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمیں اشعار کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اکثر لوگوں کو وفات مسیحؑ پر بہت کچھ دلائل دیکر سمجھایا گیا۔ مگر کارگر نہ ہوئے۔ لیکن جب انہوں نے یہ اشعار پڑھے۔ کہ ؎

مسیحِ ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفونِ یثرب را نداوند ایں فضیلت را
ز بوئے نافۂ عرفاں چوں محروم ازل بودند
پسندید ند در شانِ شہ خلق ایں مذلت را

تو یہ اشعار انہی منکرین پر بہت اثر کر گئے۔ اور فوراً انہوں نے حق کو قبول کر لیا۔

(۲) ایک انگریز سے گفتگو!

ایک مرتبہ ایک انگریز اور ایک لیڈی امریکہ سے قادیان آئے (ان دنوں دفتر بیت المال مرزا امام الدین صاحب سے جگہ لیکر جہاں خراس ہوتا تھا بنایا جا رہا تھا۔ نیچے دفتر اور اوپر مسجد مبارک کو وسیع کیا گیا تھا کیونکہ مسجد مبارک بہت تنگ تھی۔ ایک صف میں بمشکل چار پانچ آدمی کھڑے ہو سکتے تھے) اور دفتر بیت المال میں ان کو کرسیوں پر بٹھایا گیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ ہم اس شخص کی زیارت اور ملاقات کرنے کے لئے آئے ہیں۔ جنہوں نے نبی ہونے کا دعوٰی کیا ہے۔ ان دنوں حکیم فضل الدین صاحب مرحوم مہتمم چھاپا خانہ ضیاء الاسلام بھی تھے۔ اور مہتمم لنگر خانہ بھی۔ اور لنگر خانہ میں میاں کریم بخش صاحب باورچی کام کیا کرتے تھے۔ حکیم صاحب نے میاں کریم بخش صاحب سے ان کے لئے چائے اور ناشتہ کی تیاری کے لئے کہا چنانچہ وہ چائے اور ناشتہ کی تیاری میں اُسی وقت مصروف ہو گئے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اندر اطلاع دی گئی کہ ایک انگریز اور لیڈی حضورؑ کی زیارت اور ملاقات کے لئے امریکہ سے آئے ہیں۔ حضور علیہ السلام کی طبیعت قدرے علیل تھی۔ آپ ایک لمبا جبہ ٹخنوں تک اور کمر میں ٹپکا باندھ کر تشریف لائے۔ اور آکر انگریز سے مصافحہ کر کے کرسی پر رونق افروز ہو گئے۔ لیکن جب لیڈی نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ تو حضور علیہ السلام نے مصافحہ نہ کیا۔ جس سے لیڈی شکستہ دل ہو گئی۔ حضرت جناب مفتی محمد صادق صاحب نے جو اسوقت ترجمان تھے لیڈی سے کہا۔ کہ اسلام میں غیر محرم عورتوں سے ہاتھ ملانا منع ہے۔ اس لئے حضور علیہ السلام نے آپ سے مصافحہ نہیں کیا۔ آپ بُرا نہ منائیں۔

پھر اس انگریز نے حضور علیہ السلام سے سوال کیا۔ کہ کیا آپ کا نبی ہونے کا دعوٰی ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ہاں! میرا نبی ہونے کا دعوٰی ہے۔ اُس انگریز نے کہا۔ کہ آپ کا کوئی نشان اور معجزہ ہونا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ آپ کا قادیان میں آنا بھی میرا ایک نشان اور معجزہ ہے۔ کیونکہ مجھے اللہ تعالےٰ نے پہلے سے خبر دی ہے۔ کہ دُور دُور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ اس انگریز نے عرض کی۔ کہ میں نہیں سمجھا کہ میرا قادیان میں آنا کیونکر نشان اور معجزہ ہے۔ تب حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے انہیں اچھی طرح سمجھایا۔ اس نے کہا۔ کہ جب میں امریکہ سے چلا تھا۔ تو میں نے اپنی نوٹ بک میں نوٹ کیا تھا۔ کہ جب ہندوستان پہنچوں گا۔ تو آپ کی زیارت اور ملاقات کروں گا۔ چنانچہ وہ نوٹ بک جیب سے نکال کر دکھائی۔

پھر صاحبزادہ میاں عبدالحی صاحب مرحوم۔ جو اُس وقت غالباً پانچ چھ سال کے ہونگے۔ وہاں کھیل رہے تھے۔ تو حضور علیہ السلام نے میاں عبدالحی صاحب مرحوم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کہ دیکھو۔ یہ میرا لڑکا ہے۔ یہ بھی میرا ایک نشان اور معجزہ ہے۔ کیونکہ یہ میری دعا سے پیدا ہؤا تھا۔ اور پیدا ہونے سے پہلے مجھے میرے خدا نے اطلاع دی تھی۔ کہ اس کے جسم پر پھوڑے ہونگے جن کے نشان اسوقت بھی جسم پر موجود ہیں۔ چنانچہ میاں عبدالحی صاحب مرحوم کو پکڑ کر اُن کے جسم پر سے وہ داغ دکھائے۔

اس کے بعد وہ انگریز اور لیڈی تھوڑی دیر ٹھہرے ناشتہ کیا اور چائے پی۔ پھر ٹانگہ پر سوار ہو کر چلے گئے۔

(۳) ایک پیر صاحب کے دو صاحبزادوں کا قادیان آنا

ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ موضع رتڑ چھتڑ (جو کہ ضلع گورداسپور میں ایک بڑی بھاری گدی ہے) والے صاحبزادے (ہر دو بھائی) قادیان آئے۔ اور مرزا غلام اللہ صاحب مرحوم کے پاس ٹھہرے۔ اور ذکر کیا۔ کہ ہم مرزا صاحب کی زیارت اور ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ مرزا غلام اللہ صاحب مرحوم نے عرض کیا کہ حضورؑ کے ملنے کا کیا ہے۔ آپ پانچوں نمازوں میں باہر تشریف لاتے ہیں۔ اور بعد نماز تھوڑی دیر بیٹھ جاتے ہیں۔ تاکہ اگر کسی نے کوئی بات پوچھنی ہو یا ملاقات کرنی ہو تو کرے۔ آپ اب کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کریں۔ اور ظہر کے وقت وضو کر کے سب سے پہلی صف میں جا بیٹھیں۔ حضور تشریف لائیں گے۔ اور نماز پڑھائیں گے۔ بعد نماز تشریف رکھیں گے تو آپ ملاقات اور زیارت کر لیں۔

چنانچہ ظہر کی نماز کے وقت مرزا غلام اللہ صاحب مرحوم ہر دو صاحبزادوں کو وضو کرا کر مسجد میں لے آئے۔ اور بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضور علیہ السلام اندر سے تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ اور بعد نماز حسب معمول آپ تشریف فرما ہوئے۔ مرزا غلام اللہ صاحب آگے بڑھے۔ اور حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا۔ کہ حضورؑ! یہ صاحبزادے ہیں۔ رتڑ چھتڑ سے تشریف لائے ہیں۔ حضور کی زیارت اور ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؑ نے مسنون طریق پر خیر و عافیت پوچھی۔ آپ اچھے ہیں؟ کب تشریف لائے۔ کیسے آنا ہؤا اور خیریت دریافت فرمائی۔ پھر ذرا سی خاموشی کے بعد چھوٹے بھائی نے عرض کیا۔ کہ حضور قصر صلوٰۃ کے متعلق کیا حکم ہے؟ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جہاں تک قرآن اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ انسان جب سفر میں ہو تو بجائے پوری نماز کے دوگانہ ادا کرے اور یہ سفر کی حالت میں اللہ تعالےٰ نے مسافر سے رعایت رکھی ہے۔ لیکن ایک شخص جو ہر روز سفر میں رہے۔ اور کہے میں مسافر ہوں۔ تو اس کا ہر روز کا سفر سفر نہیں ہے۔ مثلاً ایک ہرکارہ یا دیہاتی چٹھی رساں ہے۔ وہ ہر روز سفر کرتے ہیں۔ تو اُن کا ہر روز کا سفر نہیں ہے۔ وہ پوری نماز ادا کریں۔

فرمایا۔ آپ کو کیسا سفر درپیش رہتا ہے۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ ہم پیر ہیں۔ اور مریدوں کے ہاں باہر جب دورہ پر جاتے ہیں۔ تو پورا پورا سال گذر جاتا ہے۔ اور بعض اوقات رمضان شریف بھی باہر ہی آ جاتا ہے۔ فرمایا۔ یہ آپ کا سفر سفر نہیں ہے۔ جبکہ ایسی حالت ہے۔ کہ سال سال آپ کا باہر ہی گذر جاتا ہے۔ آپ پوری نمازیں ادا کریں۔ (باقی بر صفحہ ۷)

سیرت المہدی کا ایک ورق

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت کی ایک شان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے اور دنیا کے سیّد و مقتداء حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو محبت اور عشق تھا۔ اس کی نظیر اس زمانہ میں نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم ؎ گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

آپ کے کلام کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کہیں نام اور ذکر آتا ہے۔ اس وقت آپ کی حالت بالکل اور ہو جاتی ہے۔ محبت و فدائیت کا ایک سمندر ہے۔ جو موجیں مار رہا ہے۔ عربی، فارسی، اردو میں جو مدح آپ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی ہے۔ وہ ایک جدی شان اپنے اندر رکھتی ہے۔

میں اسوقت آپ کے نعتیہ کلام پر کچھ بحث نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ میں آپ کے واقعات زندگی میں سے ایک واقعہ پیش کر کے دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ دنیا کی تمام محبوب ترین چیزوں میں آپ کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باجود پیارا تھا۔ اور آپ کے لئے اسقدر غیرت اور جوش تھا۔ کہ اس کے لئے سب کچھ قربان کر دینے کو ہمیشہ آمادہ رہتے تھے۔ اور یہ محبت اور یہ عشق ایک معرفت کا رنگ رکھتا تھا۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و احسان کو جس رنگ میں آپ نے ظاہر کیا۔

تیرہ سو سال کے اندر
اس کی نظیر نہیں ملتی

جس واقعہ نے مجھے سیرت کے اس ورق کی اشاعت کی تحریک کی وہ آپ کی زندگی کے ان ایام کا واقعہ ہے جبکہ آپ نے نہ کوئی دعویٰ کیا تھا۔ اور نہ آپ سے دنیا واقف تھی۔ بلکہ براہین احمدیہ بھی ابھی لکھی نہ گئی تھی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک چچا مرزا غلام حیدر مرحوم تھے۔ یہ وہ مرزا غلام حیدر مرحوم تھے۔ جن کے مکان میں آجکل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رہتے ہیں۔ ان کی اہلیہ بی بی صاحب جان تھیں۔ ایک مرتبہ ان کے منہ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کوئی بے ادبی کا کلمہ نکل گیا۔ باوجود اس رفق اور نرمی کے جو آپ کی طبیعت میں تھی۔ اور باوجود اس احترام کے جو آپ بزرگوں کا رکھتے تھے۔ اس بات کا اثر آپ کی طبیعت پر اسقدر ہوا۔ اور اسقدر بے تابی آپ کے قلب میں پیدا ہوئی۔ کہ اس کا رنگ آپ کے چہرہ مبارک سے نمایاں تھا۔ وہ غصہ سے تمتما رہا تھا۔ اس حالت میں آپ نے کہ ... بھی چھوڑ دیا۔ محض اسلئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کیوں بے ادبی ہوئی۔ اور اسقدر رنج آپ کو ہوا۔ کہ الفاظ اس کے اظہار کی قدرت نہیں رکھتے۔ مخدومی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب پنشنر جو اس روائت کے راوی ہیں۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب کو بہت ہی غصہ تھا۔ اور انہوں نے اس واقعہ سے متأثر ہو کر ان کے یہاں کا کھانا پینا بھی چھوڑ دیا۔

یہ ایک ہی واقعہ آپ کی زندگی کا نہیں۔ اس قسم کے متعدد واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں جن میں غیرت اسلامی کی ایک خاص شان نظر آتی ہے۔

ایک دفعہ بمقام لاہور پنڈت لیکھرام آریہ مقتول نے آپ کو آکر سلام کیا۔ (یہ ۱۸۹۳ء کا واقعہ ہے) اور آپ نے اس کی طرف ایک دفعہ آنکھ اٹھا کر دیکھ کر پھر نہ دیکھا۔ اور نہایت غصہ کا اظہار کیا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر تو حملے کرتا ہے۔ اور مجھکو سلام کرنے کے لئے آیا ہے۔ میں ایسے شخص کا سلام نہیں چاہتا۔

اسی سال جبکہ جنگ مقدس ہوئی۔ یعنی عیسائیوں سے بمقام امرتسر مباحثہ ہوا۔ تو عیسائیوں نے چائے کی دعوت پر آپ کو اور آپ کے رفقاء کو بلانا چاہا۔ تو آپ نے محض اسی بنا پر انکار کر دیا۔ کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بے ادبی کرتے ہیں

اور نعوذ باللہ آپ کو جھوٹا کہتے ہیں۔ اور مجھے چاء کی دعوت دیتے ہیں۔ میں نہیں پسند کرتا۔ ہماری غیرت تقاضا ہی نہیں کرتی۔ کہ ان کے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ سوائے اس کے کہ ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں۔

پھر آریہ سماج لاہور کے جلسے پر جب آپ نے اپنا مضمون سنانے کے لئے حضرت حکیم الامۃ جناب خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو معہ ایک جماعت کے بھیجا اور آریوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں دلآزار کلمات بولے۔ تو آپ کو یہ سنکر بہت رنج ہوا۔ کہ

کیوں جماعت کے لوگ وہاں بیٹھے رہے

باوجودیکہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا آپ بہت احترام فرماتے تھے۔ اور آپ سے بہت محبت رکھتے تھے۔ مگر اس فروگذاشت میں جو ہم سب سے ہوئی تھی۔ آپ نے کسی کی بھی پرواہ نہیں کی۔ اور ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

حضرت خلیفۃ ثانی ایدہ اللہ بھی اس وفد میں تھے اس وقت آپ وہاں سے آنا بھی چاہتے تھے۔ مگر ایک دوست نے یہ کہہ کر کہ راستہ نہیں ہے۔ (اور فی الواقعہ راستہ نہیں تھا) آپ کو اٹھنے نہ دیا۔ باوجودیکہ آپ کو بہت محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ مگر یہ غلطی آپ کی بھی قابل معافی نہ سمجھی گئی۔ آپ سے بھی جواب طلب کیا۔ کہ کیوں تم اس مجلس سے نہ اٹھ آئے۔ جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک ہوئی تھی۔

غرض اس شان کے ظہور کے متعدد واقعات آپ کی زندگی میں ملتے ہیں۔

کاش!

وہ جو عداوت اور مخالفت کی نظر سے آپ کو اور آپ کے سلسلہ کو دیکھتے ہیں۔

ان واقعات پر غور کریں

اور دیکھیں۔ کہ کیا وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کی محبت میں

اس قدر فنا اور گمشدہ ہے۔ وہ انسان جو آپ کے لئے اسقدر

غیرت اور جوش رکھتا ہے

اور اپنے عزیزوں سے قطع تعلق کر لیتا ہے محض اس بنا پر کہ ان میں سے

کسی نے دانستہ یا نادانستہ سوء ادبی کی

وہ جو اپنے ایک اخص، مخلص اور وفادار اور جاں نثار دوست اور خدا تعالےٰ کی بشارت کے ایک موعود بیٹے اور ایک گروہ پر محض اسلئے ناراض ہوتا ہے۔ کہ کیوں انہوں نے اس مجلس کو نہیں چھوڑا۔ جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے خلاف

بے ادبی کے کلمات بولے گئے

وہ اسلام کی حقیقی روح ہے یا کہ

اسلام کا دشمن؟

آہ!

حق و صداقت کے دشمنوں نے ہمیشہ اپنے محسنوں کو دشمن سمجھا۔ اور ان کی

خوبیوں اور کمالات کو

عداوت کی تاریکی میں معائنہ کیا۔

حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فدائیو! آپ کی سیرت کے اس ورق کو پڑھتے ہوئے اپنے اندر بھی غیرت اور رنگ پیدا کرو۔ کہ یہی

راہ یار کو پانے کی ہے

کیونکہ خدا تعالےٰ نے فیصلہ کر دیا ہے۔

اگر تم چاہتے ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ کے محبوب بن جاؤ۔ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرو

(عرفانی)

سیرت خلیفۃ المسیح اوّل

حیاتِ نورؓ کا ایک ورق

ایک عیسائی سے مقابلہ کے وقت عجیب تفہیم

قرآن کریم کی بعض آیات خصوصیت سے اللہ تعالےٰ نے آپ کو سکھائی ہیں۔ اور بعض مقامات خاص موقعوں پر حل ہوئے ہیں۔ ایک عیسائی سے ایک مرتبہ مقابلہ ہؤا۔ کتاب اللہ کی عظمت کا سوال تھا۔ معًا اللہ تعالےٰ نے ایک عجیب نکتہ آپ کو عطا کیا۔ کہ قرآن کریم اور دوسری کتابوں کے ابتداء کا مقابلہ کرو۔ اِس نکتہ پر عیسائی مذکور کے سامنے یہ بات پیش کردی گئی۔ کہ قرآن مجید کے ابتداء اور بائیبل کے ابتداء کا مقابلہ کرو۔ حقیقت معلوم ہو جائیگی۔

قرآن مجید کا ابتداء ایسے پاک کلمات سے ہوُا ہے۔ کہ دنیا کی کوئی مذہبی کتاب، کسی طلیق اللسان لیکچرار کا مضمون یا ایسیے اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ وہ پاک الفاظ الحمد للہ ہیں۔

صوفی ازم کی جان رضا و تسلیم اور توکل و ایثار ہے۔ اور یہی دو لفظ ان تمام حقیقتوں کو اپنے اندر رکھتے ہیں۔ انسانی خلق کے دقیق راز اور علّتِ غائی پر الحمد للہ ہی کے جملے میں اطلاع دی گئی ہے۔

الوہیت اور عبودیت میں جو رشتہ ہے۔ اور الوہیت جو کچھ عبودیت سے تقاضا کرتی ہے۔ اور عبودیت کا جو حقیقی معراج ہے۔ وہ اس جملے میں موجود ہے۔

حقیقی راحتوں کی کلید اور تمام سکھوں کی منتہیٰ جو اثر انسانی بناوٹ پر ڈالتی ہے اس کے لئے بہترین الفاظ الحمد للہ کے سوا نہ ملیں گے۔

قرآن کریم الحمد للہ سے شروع ہو کر بتاتا ہے کہ جس عظیم الشان انسان پر اس کا نزول ہؤا ہے اس کا قلب مطہر کیسا سکون اور اطمینان کی حالت میں ہے اور نیز یہ بتاتا ہے۔ کہ قرآن مجید کس خدا کی طرف بلاتا ہے اب اس کے مقابلہ میں بائیبل کا آغاز دیکھو تو کیا ہے؟

بیماری میں روزہ کا مسئلہ کیونکر سمجھ میں آیا

قرآن کریم نے بیمار کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ میں نے (حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ) خود ایک مرتبہ بیماری میں روزہ رکھ لیا۔ مجھے اسہال آتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوُا۔ کہ اسہال بند ہو گئے۔ میں بہت خوش ہؤا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے معلوم ہؤا۔ کہ میرے قوائے رجولیت نہایت کمزور ہو گئے۔ اور میں نامرد ہو گیا۔ تب خدا تعالےٰ نے مجھے میری غلطی پر آگاہ فرمایا۔ اور سمجھ دی۔ کہ میں نے بیماری میں روزہ رکھا۔ یہ اس کا نتیجہ ہے۔ میں نے اس پر رجوع الی اللہ کیا۔ اور استغفار کیا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے میری طاقتوں کو واپس عطا فرمایا۔ اب میرا یقین ہے۔ کہ بیمار کو ہرگز روزہ نہیں رکھنا چاہیئے۔

تابوت سکینہ کے معنی کسطرح سمجھائے گئے

تابوت سکینہ کے معنی مَیں اس طرح کرتا ہوں،۔ کہ انسانی قلب میں سکینت ہوتی ہے۔ تابوت سکینہ جو بنی اسرائیل کو دیا گیا۔ اُس سے مراد وہ قلوب ہیں۔ جن میں موسیٰ علیہ السلام کی پاک تعلیم تھی۔ یہ معنی مجھے رویاء میں دکھائے گئے۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک دیوان ہے۔ جو چھپا ہؤا ہے اُس کے حاشیہ پر ایک شعر کا فٹ نوٹ دیکھا گیا۔ التابوت القلب۔

تؤدّوا الامانات الیٰ اھلھا کے معنیٰ

اس کے معنی ایک تو یہی ہیں۔ کہ امانت والوں کے سپرد امانت کردو۔ مگر اس کے سوا اللہ تعالےٰ نے مجھے سمجھایا ہے کہ

(۱) انتخاب کمیٹی میں جو لائق ہو اُسے منتخب کرو۔

(۲) جس کو پیر بناؤ۔ سوچ لو کہ وہ کوئی شیطان نہو۔ کثرت رائے کوئی چیز نہیں۔ اسلام اس کا مجوز نہیں انتخاب میں تنازعہ ہو۔ تو اس کا فیصلہ آسان ہے۔ نامور خلیفہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی نظیر موجود ہے

لا تقتلوا اولادکم کے معنی اور تفسیر

قتلِ اولاد کی بہت سی صورتیں ہیں۔ بعض عورتیں بھی مانع حمل کی ادویات کھالیتی ہیں۔ تاکہ اولاد نہ ہو۔ کہ وہ مفلسی کا ذریعہ ہوگی۔ بعض اولاد کو یوں بھی قتل کر دیتے ہیں خصوصًا لڑکیوں کو، گو اب قانون نے انسداد کر دیا ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ نے مجھے اِن معنوں کے سوا ایک اور حقیقت بھی بتلائی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ جو لوگ اولاد کی تربیت اور تعلیم دین کیلئے خرچ کرنے میں مضائقہ کرتے ہیں اور اولاد کے لئے دعائیں نہیں کرتے۔ وہ بھی قتل اولاد کرتے ہیں۔ اور یہ قتل اس قتل سے زیادہ شدید اور خطرناک ہے۔

ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی۔ اس کے ایک ہی لڑکا تھا۔ میں نے اسکو بعض حالات کے ماتحت کہا۔ کہ تم دعا کرو۔ اور علاج کرو۔ شائد اللہ تعالےٰ تمہیں کوئی اور لڑکا دیدے۔ مگر اُس نے میری بات کی پرواہ نہ کی۔ اور کہا کہ اس طرح پر شراکت ہوگی۔ میں اس کے نتیجہ کی ٹوہ میں رہا آخر وہ لڑکا مکان کی چھت سے گرا۔ اور اسکو ایسی چوٹ لگی کہ اس کی دماغی حالت خراب ہو گئی۔ پھر وہ بہت حیران ہوئی۔ اور روتی رہی۔ آخر اسی گھبراہٹ میں مرگئی۔ سو اولاد کے لئے بہت دعاؤں کی ضرورت ہے۔ اگر تم نہیں کرتے تو قتل اولاد کے محرک ہو۔ توبہ کرلو۔

دُعا اور کوشش

بعض لوگ دعا کے منکر ہیں۔ اور وہ کہ دیتے ہیں۔ کہ زبان سے کہہ دینے سے کیا بنتا ہے۔ مگر مجھے تعجب ہے۔ کہ تمام خواہشیں جب دل سے اٹھتی ہیں تو پھر وہ زبان پر آتی ہیں۔ اور اس کے بعد اُن کا اثر تمام اعضاء پر پڑتا ہے۔ ہاتھ پاؤں سب اُسی کے ماتحت کام میں لگ جاتے ہیں۔ اور بعض وقت اس کے لئے اتنی کوشش کرنی پڑتی ہے۔ کہ مال پر بھی اثر پڑتا ہے۔ کم سے کم بعض معاملات میں وکلاء کو اور کورٹ فیس کے لئے روپیہ دینا پڑتا ہے۔ یہ تمام کرشمے اس ایک خواہش کے ہیں جو دل میں پیدا ہوئی۔ پھر کیا یہ تعجب کی بات ہے، کہ دل کی خواہش باقی اعضاء پر متاثر ہو اُن کی مساعی بارآور ہو جائے اور زبان سے اگر اللہ تعالےٰ کے حضور التجاء اور دعا کی جائے تو وہ کامیاب نہ ہو۔ اِسے بے اثر اور فضول قرار دیا جائے۔ وہ تمام مساعی جو ایک شخص کسی مطلب کے لئے کرتا ہے۔ اور ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتا ہے یہاں تک کہ ایک شخص بیٹھا ہؤا سر بگریبان کسی امر کے متعلق سوچ رہا ہے۔ یہ سب کے سب دعا کے ہی عجائبات ہیں۔ مگر ایک محجوب انسان سمجھ نہیں سکتا۔ یہ غور و فکر اور کوشش ایک محجوب کی دعا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے حضور گڑگڑانا اور پکارنا عارف کی دعا ہے جس کا انکار نہیں ہوسکتا۔ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو نبیوں کے بتائے ہوئے اصل سے انکار کرتے ہیں۔

کوشش

کو مقدم کیا ہے۔ اور در اصل کوشش بھی ایک قسم کی دعا ہی ہوتی ہے۔ لیکن یہ ابتدائی درجہ دعا کا ہے۔ جب انسان اللہ تعالےٰ کی صفات کاملہ پر ایمان لاتا ہے۔ اور اسباب کی زنجیروں سے نکل جاتا ہے۔ وہ اس کی عارفانہ زندگی ہوتی ہے۔ اس مقام پر وہ بے اختیار ہو کر ایاک نستعین ہی پکارتا ہے۔ غرض یہ دعا ہی ہے۔

وضو!

مسلمان جب نماز کے لئے تیار ہو کر آتا ہے۔ تو پہلا کام وضو ہے۔ غالب گناہ ہاتھ، پاؤں وغیرہا کے متعلق ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو وضو میں دھوتا ہے۔ گویا یہ بتاتا ہے۔ کہ جہاں جہاں میرا ہاتھ پہنچتا ہے۔ میں اس کو دھونے کے لئے تیار ہوں۔ باقی کے لئے آپ مدد کریں۔ وضو کی ظاہری حالت ایاک نعبد کے نیچے ہے۔ اور اس کی اصل حقیقت اور روح جو اندرونی طہارت اور باطنی پاکیزگی ہے۔ وہ ایاک نستعین کے ماتحت ہے۔

میں نے قادیان میں آکر کیا دیکھا؟

(۳)

نوشتہ الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیر سابق مشنری مغربی افریقہ و لنڈن

پرانی قادیان

ایک ہزار نو سو پانچ عیسوی سنہ کے نویں ماہ کا دس پر آٹھواں دن تھا۔ جب میں قادیان پہنچا۔ آج کی قادیان اور مسیح موعودؑ کے وقت کی قادیان میں عمارتوں، آبادی، تجارت اور سامان راحت و آرام کے لحاظ سے زمین، آسمان کا فرق ہے۔ ہمارے گھر عموماً خام، کھیل کے میدانوں کا نہ نشان نہ نام، نہ موٹروں کا وجود نہ ریل کا آرام، نہ گلیوں میں فرش نہ صفائی کا اہتمام تھا۔ ہاں ہمہ روحانی و جسمانی مریضوں کی شفایابی کے سامان مہیا تھے۔ اور اس شاعر کا قول عملاً مشاہدہ میں آتا تھا جس نے کہا ہے ؎

چہ گویم با تو گر آئی چہ در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

اور ہر قسم کے جسمانی مریض حضرت حکیم الامت رضی اللہ عنہ کے دست شفابخش پر مرضوں سے نجات پاتے، اور ہر قسم کے اندھوں کو روحانی آنکھیں، بہروں کو کان، اور گونگوں کو مہدی کے مسیحی نفس سے زبان ملتی تھی صبح کی سیر ہوتی، شام کا دربار لگتا۔ مولوی اعظم (رضی اللہ عنہ) درس قرآن میں معارف کلام الٰہی کا سیم و زر لٹاتے اور بروز مصطفیٰ اللہ کے منہ سے نکلی ہوئی تازہ بتازہ باتیں سنا کر روحانی خزانوں کے منہ کھولتے۔

بجلی کے موجودہ خوشنما بلند قامت کھمبے نہ تھے نہ روشن قمقمے، مگر ایک نور تھا۔ جو ہر تاریکی کو منور کرتا۔ ایک سورج تھا۔ جو ہر کونے کو روشن بناتا تھا مسجدیں چھوٹی تھیں۔ مگر مخدوم الملت (رضی اللہ عنہ) کی بلند دلکش، اور خوش الحان آواز تھی۔ کہ چھوٹی مسجد مبارک کے "امن کا گھر" ہونے کا اعلان کرتی تھی منارۃ المسیح اپنی موجودہ بلندی کے ساتھ نہ تھا۔ مگر اصل منارۂ نور تھا جس پر پیشگوئی کے مطابق منارۃ المسیح کی بنیاد رکھی جا رہی تھی۔ غرض آج اور آنے والے کل کی قادیان کا نظارہ و تصور پرانی قادیان کی یاد دلا کر دل میں ایک کیفیت پیدا کرتا ہے۔ جسے بیان کرنا مشکل ہے۔ جو کچھ ان کانوں نے سنا تھا ـــــ آنکھوں نے دیکھا۔ جو اللہ نے فرمایا۔ اور مسیح موعود (علیہ السلام) نے سنایا۔ وہ بالقوی سے بالفعل ہو رہا ہے۔

الغرض الحمدللہ! کہ ہم نے قادیان کی ڈھاب سے گھری ہوئی گمنام بستی کو جسے پرانی قادیان کہا جاتا ہے۔ اور جو اپنی سادگی اور اپنے آسمانی حکیم کے باعث نئے آسمان اور نئی زمین کی خلق کے پیغام کی حامل تھی آج سے ۳۳ سال قبل دیکھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کی خاص باتیں

حضرت مسیح پاک (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے زمانہ میں بعض خصوصیات تھیں جن میں سے چند حسب ذیل ہیں:-

(۱) قریباً تمام احمدی تہجد گذار ہوتے تھے۔ ہائی سکول کے بورڈرز کا ایک طبقہ قیام اللیل کرتا۔ نماز نیم شب پڑھتا اپنے معصوم چہروں پر اشکوں کے موتی بہا کر اللہ تعالیٰ سے اللھم اید الاسلام والمسلمین بالامام الحکم العادل کی دعا کرتا۔

(۲) خوبصورت نوجوان چہروں پر سیاہ داڑھیاں ہوتی تھیں۔ کرزن فیشن بلکہ کٹی ہوئی داڑھیوں کو ناپسند کیا جاتا تھا۔ عورتیں ماتھے پر ہندو نما بندی نہیں لگاتی تھیں نہ کوئی ساڑھی پہنتی تھی۔

(۳) مجھکو قرآن پاک کی تلاوت سے در و دیوار گونجتے تھے۔

(۴) زندگی سادہ تھی۔ ایک دوسرے سے بہت محبت تھی۔

(۵) بچے گالیاں نہیں جانتے تھے۔ بہت خفا ہو جائیں۔ یا گندی گالی بکیں تو خبیث کہ دیتے۔

(۶) تمباکو، سگریٹ پینے والوں کو بدقماش سمجھا جاتا تھا۔

(۷) لڑائی ہو جائے تو صلح فوراً ہوتی تھی۔ ہم نے بورڈنگ ہاؤس کے معصوم بچوں کے رقعوں میں ایک دوسرے کو لکھا ہوا پڑھا ہے۔

"بھائی! اب تو تین دن ہوگئے۔ اب تو بولیں"

(۸) پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رخ مبارک پر کسی نشان کے پورا ہونے پر ایک خاص رونق اور مسرت ہوتی تھی۔

(۹) رنج و کلفت کا بوجھ مصائب و آلام کے اثرات مسجد میں جا کر رخ پاک کی زیارت کے بعد سب کافور ہو جاتے تھے۔

(۱۰) قادیان کی گلیوں میں السلام علیکم کی بلند اور بکثرت آواز دارالسلام میں داخلہ کی یاد دلاتی تھی۔

حضرت مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت مخدوم الملت مولانا عبدالکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کا لیڈر بستر علالت پر اللہ میاں سے وصال کے قریب تھے۔ الہام الٰہی ان کو رخصت کی خبر دے رہا تھا۔ ہم بورڈنگ ہاؤس قدیم ہائی سکول حال مدرسہ احمدیہ کے ایک کمرے میں کھڑے ڈھاب پر سے (کیونکہ ابھی کوئی مکان اس طرف نہیں بنا تھا) ننگل باغباناں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کہ ایک بگولا اٹھا آسمان کو چڑھا، بادل بنا، آسمان پر چھایا اور آنکھوں میں آنسو بھر لایا۔ اس وقت خبر آئی۔ کہ حضرت مولانا عبدالکریم کی روح جسم عنصری سے پرواز کر گئی۔ جنازہ آیا، آسمان رویا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آسمان ساتھ ساتھ آنسو ٹپکاتا رہا۔ جنازہ رات بھر ایک کمرہ میں رہا۔ رات بادل نے وقفوں سے آنسو بہائے۔ جنازہ امانت کے ساتھ دفن کرنے کے لئے اٹھایا گیا۔ آسمان نے ٹپ ٹپ جھولی سے موتی نکال نچھاور کئے۔ زمین نے آغوش کھولی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یار باوقار کو اپنے اندر لیا۔ تو آسمان نے صف ماتم اٹھالی۔ اور مطلع صاف ہوا۔

قرآن کی آیات پر عمل

ایک افسر اپنے ایک ماتحت پر خفا ہوئے اس قدر کہ انکا چہرہ سُرخ ہوگیا۔ ماتحت نے والکاظمین الغیظ پڑھا۔ وہ ٹھنڈے ہوگئے۔ والعافین عن الناس کی تلاوت ہوئی۔ انہوں نے معاف کر دیا۔ واللہ یحب المحسنین زبان پر لایا گیا۔ ماتحت کی ترقی ہوگئی۔

تبلیغ کا جوش، بڑے ارادے

بڑوں کے سینے تو جوش ایمان سے بھرے ہوئے تھے۔ ان میں ایک دریا موجیں مارتا تھا۔ مگر نوعمر بچے آپس میں بیٹھے ہوئے کہتے تھے۔ میں لنڈن جاؤنگا انگریزوں کو مسلمان کرونگا۔ دوسرا کہتا۔ اچھا! ہم امریکہ جائینگے۔ نئی دنیا کو احمدی بنائینگے۔ تیسرا بولتا میں تو جاپان اور چین کو اسلام کے لئے فتح کروں گا۔ چوتھا یورپ کے دوسرے ملکوں کا نام لیتا۔ استاد نقشہ دکھاتے وقت ملکوں کو جانے کے راستے بتاتے۔ اور بچے دل میں دین اللہ کی اشاعت کے ارادے بیج کی طرح بوتے رہے ہیں جو آج بیج سے برومند درخت بن رہے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مکرمی ایڈیٹر صاحب الحکم

السلام علیکم ۔ مورخہ ۱۹ راگست ۳۸ء کو احمدیہ سپورٹس کلب قادیان کا سالانہ انتخاب عمل میں آیا جس کی تفصیلی رپورٹ ارسال خدمت ہے ۔ از راہ نوازش اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرماویں ۔ والسلام

خاکسار مرزا اجمل بیگ چغتائی جنرل سیکرٹری
احمدیہ سپورٹس کلب قادیان

احمدیہ سپورٹس کلب کا سالانہ انتخاب

مورخہ ۱۹ راگست ۱۹۳۸ء کو احمدیہ سپورٹس کلب قادیان کا سالانہ انتخاب عمل میں آیا ۔ ممبران کلب نے اتفاق رائے سے مندرجہ ذیل عہدیداران کا انتخاب کیا :-

عہدہ	نام
پریذیڈنٹ	ماسٹر محمد ابراہیم صاحب بی ۔ اے
وائس پریذیڈنٹ	ماسٹر محمد فضل داد صاحب
جنرل سیکرٹری	مرزا اجمل بیگ صاحب چغتائی
جائنٹ سیکرٹری	ملک رشید احمد صاحب ملک حمید علی صاحب
فنانشل سیکرٹری	ماسٹر قمر الدین صاحب
سیکرٹری فار لاہور	مرزا منور احمد صاحب
اگزیکٹو کمیٹی	پریذیڈنٹ صاحب جنرل سیکرٹری صاحب فنانشل سیکرٹری صاحب مسٹر مصلح الدین صاحب سعدی بی ۔ اے بابو محمد عبد اللہ صاحب اوورسیر
کپتان ہاکی	صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب
وائس کپتان ہاکی	مرزا امجد بیگ صاحب
کپتان فٹ بال	شیخ بشیر احمد صاحب
کپتان والی بال	عبد الرحمٰن صاحب جمید ہاشمی بی ۔ اے
کپتان رسہ کشی	مولوی عطاء الرحمٰن خاں صاحب
کپتان اتھلیٹکس	صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب
کپتان کبڈی	مولوی عطاء اللہ صاحب
سلیکشن بورڈ	پریذیڈنٹ صاحب جنرل سیکرٹری صاحب کپتان متعلقہ ٹیم

نیشنل لیگ اٹھوال کا غیر معمولی اجلاس

مورخہ 23/8/38 کو بعد نماز عشاء نیشنل لیگ اٹھوال ضلع گورداسپور کا جلسہ زیر صدارت چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب منعقد ہوا ۔ مندرجہ ذیل قراردادیں پیش ہو کر باتفاق آرا منظور ہوئیں ۔

(۱) یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ سُنی گئی ۔ کہ مورخہ ۱۹/۸/۳۸ کو ہمارے مقدس مقام قادیان میں خانصاحب مولوی فرزند علی خاں صاحب ناظر بیت المال پر پولیس کے ایک سپاہی نے حملہ کرنیکی نیّت سے لاٹھی اٹھائی ۔ ہم اس قابلِ نفریں اور اشتعال انگیز حرکت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے حکومت پنجاب کے ذمہ دار افسران کو توجہ دلاتے ہیں ۔ کہ مرکز احمدیت میں ایک معمولی سپاہی کی اس کمینہ حرکت نے احمدیت کی گذشتہ داستان مظلومیت میں جو واقعات احرار ایجی ٹیشن کے ایام میں ہوئے اُن کی یاد کو تازہ کر دیا ہے حکومت کے ان افراد کے طرزِ عمل سے جن پر امن قائم کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ صاف عیاں ہے ۔ کہ وہ ہمارے جذبات کے ساتھ اس لئے کھیل رہے ہیں ۔ کہ ہم اقلیت میں ہونے کے علاوہ اپنے واجب الاطاعت امام کی ہدایات کے مطابق پر امن ہیں ۔ ہم وزیر اعظم صاحب کو ان کے اُس اعلان کی طرف جو کہ انہوں نے مسجد شہید گنج کے فیصلہ کے موقع پر فرمایا تھا ۔ کہ

"ہماری حکومت اقلیت کے حقوق کو کسی صورت میں بھی فراموش نہیں کر سکتی ۔"

توجہ دلاتے ہوئے بادب پوچھنے کی جرأت کرتے ہیں ۔ کہ ہماری پر امن لیکن مظلوم اقلیت کو کیوں کس مپرسی کی حالت میں چھوڑا جا رہا ہے ۔ اگر اس وقت بھی جبکہ حکومت کے ایک فرد پر اس فتنہ کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے حکومت کے کان بہرے رہے ۔ تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہونگے ۔ کہ حکومت کے بعض افسران کی شہ پر یہ سب کچھ کیا اور کرایا گیا ہے ۔

(۲) یہ جلسہ خانصاحب مولوی فرزند علی خان سے اظہار ہمدردی کرتا ہوا حملہ آور سپاہی کے خلاف نفرین اور ملامت کی تجویز پاس کرتا ہے ۔

(۳) اس کارروائی کی نقول حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۔ ہز ایکسیلنسی گورنر صاحب بہادر پنجاب لاہور ۔ جناب وزیر اعظم صاحب پنجاب لاہور ۔ جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور ۔ جناب سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر گورداسپور ۔ جناب صدر صاحب آل انڈیا نیشنل لیگ لاہور ۔ جناب صدر صاحب نیشنل لیگ قادیان مکرمی خانصاحب مولوی فرزند علی خاں صاحب ناظر بیت المال اور اخبار الفضل کو بھیجی جاویں ۔

(صدر صاحب نیشنل لیگ قادیان)

"الحکم" وَ "المبشر"

کے بقائے صاف فرما کر قومی قرضہ سے سبکدوش ہو جیئے ۔

ہم آپ کے سالانہ چندوں کا انتظار کر رہے ہیں ۔　مینیجر

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے طبّی مجرّبات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے مجربات کو خاص نمبر کی صورت میں شائع کرنے کے لئے مخدومی بابو غلام محی الدین صاحب چشتی پوسٹل کلرک نے ایک تحریک کی ہے ۔ اگر احباب اِس کارِ خیر میں الحکم کی مدد کرنیکو تیار ہوں ۔ تو یہ خاص نمبر ہدیۂ ناظرین کیا جا سکتا ہے افسوس ہے ! غیر اقوام کے ہزارہا کی تعداد میں خاص نمبر شائع ہوتے ہیں ۔ پبلک ان کی حوصلہ افزائی کرتی ہے مگر سلطان القلم کے نام پر فدا ہونیوالی قوم کیوں خاموش ہو جاتی ہے ۔ جب تک قوم اپنے پریس کو مضبوط نہ کریگی ۔ اس کی آواز کمزور ہو گی ۔ پھر خدا کے مامور اور مرسل کے کلمات طیّبات کو آنے والی نسلوں کے لیے محفوظ کرنا بھی قوم کا فرض ہے ۔ اگر دوست اس کام کے لئے اعانت کریں ۔ تو الحکم اس خدمت کے لئے تیار ہے

(ایڈیٹر)

نامۂ گرامی جناب بابو غلام محی الدین صاحب پوسٹل کلرک

رحیم یار خان (بہاولپور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرم سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

گذارش ہے ۔ کہ آپ کا الحکم شہادت ہے اس بات کی ۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بچپن سے وفات تک کے اقوال اور افعال الحکم میں موجود ہیں ۔ الحکم حضرت اقدسؑ کی لائف اور سوانح عمری کی لائبریری ہے ۔ اور قوم کو جسقدر روحانی فوائد اور معلومات الحکم نے مہیّا کئے ہیں دوسری کسی اخبار کو نصیب نہیں ہوئے ۔

آج میں ایک اور تحریک آپ کے حضور پیش کرتا ہوں ۔ کہ

جس طرح بھی ہو سکے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام طبّی نسخہ جات الحکم کے کسی خاص نمبر میں شائع کر دیئے جاویں ۔ اور الحکم میں اعلان کر دیا جاوے ۔ کہ جس کسی دوست کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تحریری و زبانی نسخہ یاد ہو ۔ وہ دفتر الحکم میں بھیج دیا جاوے اس طرح سے سینکڑوں طب کے نسخے چھپ جاویں گے ۔ اور ہزارہا بے کار اور لاکھوں بیمار فائدہ اٹھا کر آپ کی جان کو دعا دیں گے ۔ اور الحکم العلم علمان علم الدین و الابدان کا مخزن کہلائے گا ۔ فقط

مرسلہ غلام محی الدین احمدی رحیم یار خان

(بقیہ مضمون صفحہ ۲)

اور ساتھ ہی آپ کا چہرہ جوش سے سُرخ ہو گیا۔ کہ اب یہ حالت اسلام کی ہو گئی ہے۔ کہ لوگوں کے دروازے پر پر دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کہ کیا باعث ہے۔ کہ آپ لوگوں کے دروازے پر جاتے ہیں۔ کیوں نہیں لوگ آپ کے پاس آتے؟ جبکہ آپ ہادی ہیں، رہبر ہیں، رہنما ہیں، پیرو مرشد ہیں۔ ہدایت کے چشمے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوتا۔ کہ چشمہ چل کر پیاسے کے پاس جائے۔ اور پیاسے سے کہے۔ کہ تجھے پیاس لگی ہے تو مجھ سے پانی پی لے۔ بلکہ ہمیشہ پیاسا ہی چشمہ کے اوپر جاتا ہے۔ تاکہ اپنی تشنگی اور پیاس کو بجھائے۔ جبکہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ پیاسا ہی ہمیشہ چشمہ پر آتا ہے اور اپنی پیاس کو دور کرتا ہے۔ تو آپ لوگوں کے دروازے پر کیوں جاتے ہیں۔ چاہیئے کہ لوگ آپ کے پاس آئیں۔ نہ کہ آپ لوگوں کے پاس جائیں۔

اسطرح حضور علیہ السلام نے نصیحت آمیز باتیں فرمائیں۔ پھر حضور ؑ اندر تشریف لے گئے۔ بعد ازاں لوگ مسجد سے نیچے آ گئے۔ اور وہ دونوں صاحبزادے بھی مسجد سے نیچے اتر آئے اور احمدیہ چوک میں بڑے بھائی نے چھوٹے سے کہا۔ کہ تمہیں کس نے کہا تھا۔ کہ مسئلہ پوچھو۔ چنگی جھنڈ بیٹھی اے۔ اب یا تو مسئلہ نہیں پوچھنا تھا۔ یا اب پیری مریدی چھوڑ دو۔ دونوں بھائی جھگڑ پڑے۔ مرزا غلام اللہ صاحب انہیں ساتھ لے گئے اور کہا کہ راستہ میں نہ جھگڑو۔

(۴)

بچے کو مارنا ناپسند فرمایا

منشی غلام محمد صاحب کاتب امرتسری نے اکثر حضور علیہ السلام کی کتب لکھی ہیں۔ جب کوئی کتاب لکھوانی ہوتی۔ تو حضور ؑ انہیں امرتسر سے بلوا لیتے۔

ایک مرتبہ منشی غلام محمد صاحب کاتب حضور علیہ السلام کی ایک کتاب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے والے مکان میں جو اُن دنوں نیا ہی بنا تھا اور بطور مہمان خانہ استعمال ہوتا تھا کے برآمدے میں بیٹھ کر لکھ رہے تھے۔ کہ منشی غلام محمد صاحب کا لڑکا باہر سے کھیلتا ہوا ننگے پاؤں آیا۔ اور جوتی کہیں گم کر آیا۔ اُسے ننگے پاؤں دیکھ کر منشی غلام محمد صاحب نے اُسے مارنا شروع کر دیا۔ کہ تو نے کیوں جوتی گنوا دی۔ لڑکے نے رونا اور چیخنا شروع کر دیا۔ میں بھی قلمی گر برتن قلعی کر رہا تھا۔ وہ انہیں منع کر رہا تھا۔ کہ نہ مارو۔ اتنے میں اُدھر سے حضور علیہ السلام نے دیکھا۔ کہ لڑکا رو رہا ہے۔ اور منشی صاحب مار رہے ہیں۔ فرمایا۔ کیا ہوا! کیوں مار رہے ہو؟ تو منشی غلام محمد صاحب نے عرض کیا۔ کہ حضور! میں نے نئی جوتی لے کر دی تھی۔ یہ کہیں گم کر آیا ہے۔ میں ہر روز اسے کہاں سے لیکر دوں۔ تب حضور علیہ السلام نے ایک روپیہ اُدھر سے پھینکا۔ کہ اور لے دو۔ مارو نہیں۔

(منشی محمد حسین سابق کاتب بدر و الفضل)

ارشادات عالیہ

(از قلم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی)

ایک دفعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی پاک مجلس میں یہ فرمایا۔ کہ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ اپنی حالت کو سنوارے۔ اور اپنی ذمہ داری کو سمجھے۔ یہ خوب یاد رکھو تم خدا تعالےٰ کی آواز پر لبیک کہنے والے ہو اور اس کی جماعت ہو۔ پس تم صدق و صفا سے زندگی بسر کرو۔ اگرچہ تم خدا کی راہ میں مارے بھی جاؤ تب بھی تم سچ ہی بولو۔ کیونکہ جھوٹ ایک نجاست ہے۔ اس لئے تم جھوٹ سے بچو۔ تم میں اور تمہارے مخالفوں میں یہی فرق ہے۔ اور اپنی نماز کو نہایت سنوار کر ادا کرو۔ تا تمہاری نماز تمہارے اندر تبدیلی پیدا کرے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ انّ الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر بے شک نماز الگ کر دیتی ہے فحشا اور ناپسند باتوں سے اور یہ ذکر اکبر ہے۔ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نماز انسان کے اندر تغیرِ عظیم پیدا کر دیتی ہے۔ اور تمام نفسانی جذبات کو دبانے والی چیز ہے۔ اس لئے میں اپنی جماعت کو یہی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اپنی پانچوں نمازوں کو وقت پر ادا کرو۔ اور نماز میں ایسی ذوقی اختیار کرو۔ کہ تمہارا خدا تمہاری نمازوں کو پسند کرے۔ اور تمہیں اپنا قرب بخشے اور مقام محمود میں پہنچائے۔ پھر فرمایا نماز میں جتنا تضرع اختیار کیا جاوے۔ اتنی ہی بابرکت ہوتی ہے۔ اور خدا تعالےٰ کے قریب کرتی ہے۔ اس کے بغیر خدا کا قرب حاصل نہیں ہوتا۔ پھر ایک دوست نے عرض کی حضور! صبح کے وقت مجھے اسقدر نیند کا غلبہ ہوتا ہے۔ کہ میری آنکھ نہیں کھلتی۔ فرمایا خود بھی جاگنے کی کوشش کیا کرو اور بھی کسی کو کہہ دیا کرو کہ جگا دیا کرے یہ سستی ہے۔ اِسے چھوڑنا ہی اچھا ہے۔ بہتر یہی ہے۔ کہ نماز وقت پر ہی پڑھی جائے اور یونہی جب آنکھ کھلے ادا کر لیا کرو۔

ایک دفعہ حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمارے مخالف ہوبہو یہودیوں کی طرح ہماری مخالفت کرتے ہیں۔ جس طرح یہودی تورات میں تحریف کرکے لوگوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف بھڑکاتے تھے۔ اسی طرح اب مولوی لوگ ہمارے خلاف قرآن کریم میں تحریف کرکے یعنی مطلب کو خلط ملط کرکے لوگوں کو بھڑکاتے ہیں خدا تعالےٰ کو ایسے مرداروں کی کیا پرواہ ہے ایسے لوگ کیا خاک خدا کے دین کی خدمت کر سکتے ہیں۔ خدا کے دین کی وہی خدمت کرتے ہیں۔ جو اپنے آپ کو اس کی رضا کے لئے پاک کرتے ہیں۔ یہ یاد رکھو۔ خدا تعالےٰ کسی ناپاک سے پیار نہیں کرتا اگر یہ مولوی خدا کے دین کے خدمتگار ہوتے۔ تو خدا تعالےٰ مجھے نہ بھیجتا۔ ان کو خبر نہیں ہے۔ کہ اسلام چاروں طرف سے نرغے میں گھرا ہوا ہے۔ اور دشمن اسلام کے شجر پر کلہاڑے چلا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے عین ضرورت کے وقت اسلام کی حفاظت کے لئے مجھے بھیجا۔ اسلام کی خدمت وہی کر سکتا ہے جو اسلام کا عملی نمونہ ہو۔ جسے اللہ تعالےٰ نے وہ نور بخشا ہے۔ جو ضرورت کے مطابق کام آتا ہے۔

ہندوستان!

(از جناب عبدالحکیم صاحب آوارہ شملہ)

پلتے تیرے پہلو میں جواں بخت ہیں کیا کیا ؎ پر تجھ سا جہاں میں کوئی محروم نہیں ہے
اُمڈی چلی آتی ہیں مغموم گھٹائیں ؎ تجھ سا بھی جہاں میں کوئی محکوم نہیں ہے
اے وائے وطن وائے

بیواؤں کی پہلو میں تڑپتی ہوئی آہیں ؎ لب تک بھی نہیں آنے کی پاتی ہیں راہیں
مایوس ہیں کیا تیرے یتامیٰ کی نگاہیں ؎ فریاد سُنے کون اگر انصاف بھی چاہیں
اے وائے وطن وائے

ماں باپ ہوں یا بھائی ہوں بدحال ہیں سارے ؎ لاکھوں تیرے بچے ہیں جو افلاس نے مارے
دیکھے کبھی تو نے نہ تھے غمناک نظارے ؎ سینے پہ تیرے چلتے ہیں دن رات یہ آرے
اے وائے وطن وائے

لاکھوں ہیں وہ بےکس کہ نہیں جنکے سہارے ؎ مر جاتے ہیں بے نالہ و فریاد بے چارے
تو بیٹھا ہوا دیکھیگا کب تک یہ نظارے ؎ بگڑے تیرے اس حال کو اللہ ہی سنوارے
اے وائے وطن وائے

کہہ تو سہی کب تک یونہی انجان رہیگا ؎ کب تک یونہی تو خستہ و ویران رہیگا
کب تک تری اس پھوٹ کا سامان رہیگا ؎ روتا تیری قسمت پہ ہر انسان رہیگا
اے وائے وطن وائے

مکتی کا تیری بھیجا تھا اللہ نے سامان ؎ پر شومئی قسمت سے جو ہیں تیرے نگہبان
دن رات انہیں اپنی ترقی کے ہیں ارمان ؎ وہ کون ہے جو دیکھے تیرا چاک گریبان
اے وائے وطن وائے

اٹھتی ہیں دھواں دھار مرے سینہ سے آہیں ؎ جب دیکھتا ہوں اپنوں کی پھرتی ہیں نگاہیں
وہ پیار ہیں آپس میں نہ آپس کی ہیں چاہیں ؎ مسدود عداوات سے ترقی کی ہیں راہیں
اے وائے وطن وائے

یارب تو ہی اس ہند کے سوتوں کو جگا دے ؎ بگڑی ہوئی اس ملک کی قسمت کو بنا دے
ہندو ہوں مسلم ہوں انہیں پیار سکھا دے ؎ یارب انہیں خود پھوٹ کے پنجہ سے چھڑا دے
اے وائے وطن وائے

وصایا!

نمبر ۵۱۸۰

منکہ محمد الدین ولد عبد الغفار قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۴۰ چالیس سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۲۳ء ساکن قادیان محلہ دار الرحمت ضلع گورداسپور۔ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 15/7/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اسوقت جائیداد ایک قطعہ زمین دس مرلے واقعہ محلہ دار البرکات قادیان ہے جسکی کل قیمت 250/- روپے ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت 34/- روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا محمد دین برنج درکس کوٹری سندھ

گواہ شد:۔ سید بشیر احمد برنج درکس کوٹری سندھ

گواہ شد:۔ عبد المجید برنج درکس کوٹری سندھ

نمبر ۵۱۸۳

منکہ دوست محمد ولد چوہدری نبی بخش قوم ڈوگر پیشہ ملازمت وزمینداری عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن اجمیر ڈاکخانہ دسوہا ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 12/5/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اسوقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ تین کوٹھے جس میں میں واحد مالک ہوں۔ جسکا رقبہ معہ اکالی سفید زمین تخمیناً دس مرلے ہے جس کی قیمت تخمیناً اڑھائی سو روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ زرعی زمین چار گھماؤں ۱۶ مرلے کا میں واحد مالک ہوں۔ جس کی قیمت 650/- روپے ہے۔ اور اسوقت میری ماہوار آمدنی 14/- روپے ہے۔ لہذا اس جائیداد متذکرہ بالا اور ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور وصیت کرتا ہوں۔ کہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد بعد وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ اس جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کردوں تو اس کو مجراء دیا جاوے۔

العبد:۔ دوست محمد بقلم خود

گواہ شد:۔ عمر خطاب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ صدر شاہ پور

گواہ شد:۔ راجہ محمد نواز خاں انسپکٹر آف نکس شاہ پور صدر

نمبر ۵۱۵۳

میں ارشاد بیگم زوجہ سید محمد اقبال شاہ صاحب قوم قریشی عمر ۱۹ سال بیعت پیدائشی ساکن نیروبی بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۹/جون ۱۹۳۸ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی قیمتی تقریباً تین ہزار شلنگ اور حق مہر میں اسوقت صرف 12/- شلنگ بذمہ میرے خاوند ہیں۔ باقی کی رقم زیور کی صورت میں ادا کر دی گئی ہے۔ جس کا ذکر اوپر کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اسوقت میرے پاس 125/- شلنگ نقد بھی ہے۔ اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میں مذکورہ بالا تمام جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔

نیز اس کے علاوہ اگر بوقت وفات میری اور کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۸ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔

الامتہ:۔ دستخط موصیہ ارشاد بیگم

گواہ شد:۔ محمد اقبال شاہ خاوند موصیہ۔ گواہ شد:۔ ملک محمد عثمان نیروبی

گواہ شد:۔ محمد اکرم خاں غوری سکرٹری وصایا۔

نمبر ۵۱۴۶

رشیدہ خاتون بنت صوفی مولا بخش صاحب مرحوم قوم شیخ عمر ۴۴ سال بیعت پیدائشی ساکن لاہور بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 9/5/38 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائیداد اس وقت صرف زیور قیمتی دو صد روپیہ ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور یہ زیور اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ اور اس کے علاوہ میرے پاس اور کوئی جائیداد نہیں۔ اور نہ میرا کوئی آمدنی کا ذریعہ ہے میں اپنے بڑے بھائی شیخ محمد مبارک صاحب کے پاس رہتی ہوں۔ اور اگر میری کوئی اور جائیداد بوقت وفات ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

الامتہ:۔ رشیدہ خاتون

گواہ شد:۔ امۃ الرحیم بنت عبد الرحمٰن صاحب کاغانی مرحوم۔

گواہ شد:۔ کرامت خاتون موصیہ

گواہ شد:۔ سلیم اللہ عربی مدرس ایم۔ بی۔ ہائی سکول اوکاڑہ۔ بہنوئی موصیہ

نمبر ۵۱۷۶

منکہ رقیہ بیگم زوجہ سید بشیر احمد قوم سید عمر ۱۸½ سال تاریخ بیعت بچپن میں بیعت کی۔ ساکن پنجوڑیاں ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات حال کوٹری سندھ بقائمی ہوش وحواس آج بلاجبر واکراہ بتاریخ 15/6/38 حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں اپنے حق مہر مبلغ 550/- روپیہ کے جو کہ میرے خاوند کے ذمہ واجب الاداء ہیں ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میرا زیور ایک جوڑا کانوں کی ڈنڈیاں سونے کی ہیں۔ جس کا وزن اڑھائی تولہ ہے۔ قیمت اندازاً 85 روپے ہے۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں۔ میری وفات کے وقت جسقدر میری جائیداد ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بعد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی جائیداد یا رقم کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

الامتہ:۔ رقیہ بیگم زوجہ سید بشیر احمد

گواہ شد:۔ سید بشیر احمد خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ گل حسن شاہ برنج درکس سندھ

نمبر ۵۱۷۸

منکہ غلام محمد ولد عزیز قوم ارائیں پیشہ ملازمت عمر پچیس ۲۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن میانی باقرپور ڈاکخانہ ڈھلواں ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 26/6/38 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ اسوقت میری ماہوار آمد چونتیس (34/-) روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے بعد میری جسقدر جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد

غلام محمد بقلم خود

گواہ شد:۔ سید بشیر احمد برنج درکس کوٹری سندھ

گواہ شد:۔ شیخ فیض اللہ حال کوٹری سندھ